عدالتِ عظمیٰ پاکستان

(با اختیارِ سماعتِ اپیل)

موجود:

جناب جسٹس مشیر عالم، جج

جناب جسٹس دوست محمد خان، جج

عرضداشت فوجداری نمبر ۶۳۰ /۲۰۱۷

زیر شق (۳) ۱۸۵، آئینِ پاکستان مجریہ سال ۱۹۷۳ء

(بخلافِ حکم آخر عدالتِ عالیہ لاہور مورخہ ۰۹-۰۲-۲۰۱۷)

کوثر محمود قریشی **(سائل)**

بنام

آر پی او راولپنڈی وغیرہ **(جواب کنندگان)**

منجانب سائل: جناب خواجہ محمد عارف، وکیل عدالتِ عظمیٰ
جناب سید رفاقت حسین شاہ، منسلک وکیل عدالتِ عظمیٰ

منجانب مسئول علیہم: جناب ایم جعفر امین، ڈپٹی پراسیکوٹر جنرل پنجاب

تاریخِ سماعت: ۳۰ اکتوبر، ۲۰۱۷ء

فیصلہ

دوست محمد خان، جج:۔

مختصر خلاصہ مقدمہ:

سائل نے مسئول علیہم کے خلاف مقدمہ فوجداری بذریعہ ابتدائی اطلاعی علت نمبری ۱۰۸۵ مورخہ ۲۵ نومبر ۲۰۱۵ء زیرِ دفعہ ۳۳۸۔ الف/۵۰۶ تعزیرات پاکستان تھانہ صادق آباد راولپنڈی درج کروایا۔

۲۔ اس مقدمہ کے اخراج کیلئے مسئول علیہ نمبر ۳ شیر از احمد کی سگی بہن نے بعدالتِ عالیہ لاہور راولپنڈی بینچ ایک فوجداری عرضداشت زیرِ دفعہ ۵۶۱۔ الف ضابطہ فوجداری داخل کی جو بعد میں واپس لی جاکر خارج ہوئی۔

۳۔ اس کے بعد شیر از احمد مسئول علیہ نمبر ۳ نے ایک درخواست روبرو منصفِ امن (justice of peace) زیرِ دفعات ۲۲۔ الف اور ۲۲۔ ب ضابطہ فوجداری بدیں غرض دائر کی کہ اس کو اور اس کے خاندان کو سائل ہذا اور ایس ایچ او تھانہ صادق آباد کے ہاتھوں ہراساں اور پریشان ہونے سے بچایا جائے کیونکہ بمطابق شیر از احمد مسئول علیہ نمبر ۳ نے درخواست مذکورہ بالا میں یہ الزام لگایا کہ مقدمہ کے اندراج کے بعد دونوں نے آپس میں ساز باز کر کے اس کو اور اس کے خاندان کو ہراساں و پریشان کرنے کی ٹھان لی ہے ۔ منصف امن (Ex-Officio Justice of Peace) نے اس درخواست پر موجودہ سائل کو نوٹس جاری کئے تاہم سائل نے مورخہ ۱۷ دسمبر ۲۰۱۶ء کو دورانِ سماعتِ درخواست متفرق مذکورہ بالا یہ تجویز دی کہ مسماۃ انعم پرویز جو کہ اس کی مبینہ طور پر منکوحہ زوجہ ہے اور جس کے نطفہ سے انعم پرویز کو حمل ٹھہرا جو کہ اس نے دانستہ ضائع کیا لہٰذا اگر وہ قرآن پاک پر حلف اٹھالے کہ وہ نہ تو اس کی زوجہ ہے اور نہ ہی اس نے حمل ضائع کیا ہے تو وہ فوجداری

مقدمہ اور دیگر مقدمات واپس لے گا اور اس طرح مسئول علیہ بھی مقدمہ / مقدمات واپس لے لیں گے۔

۴۔ یہاں پر یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ فریقین کے درمیان اس موضوع پر فیملی کورٹ میں مقدمہ زیرِ سماعت رہا تاہم مذکورہ منصفِ امن (Ex-Officio Justice of Peace) نے اختیارات زیرِ دفعہ ۲۲۔الف اور ۲۲۔ب سے انتہائی تجاوز کرتے ہوئے فریقین کے درمیان بشمول فوجداری مقدمہ مندرجہ بالا اور نکاح نامہ کی منسوخی کا حکم جاری کیا کیونکہ مسماۃ انعم پرویز نے سائل کی تجویز قبول کرتے ہوئے مذکورہ حلف قرآن پاک پر دیا اور یوں جملہ فوجداری اور فیملی عدالت کے مقدمات کا خاتمہ کر دیا۔

۵۔ سائل نے عدالتِ عالیہ لاہور راولپنڈی بینچ، راولپنڈی میں نگرانی نمبر ۱۷ / ۲۰۰۳ دائر کی۔ فاضل جج لاہور ہائیکورٹ نے اگرچہ اس حکم کو مکمل طور پر غیر قانونی اور اختیارات سے تجاوز پر مبنی قرار دیا لیکن حکم زیرِ نظر کے آخری پیرا میں یہ قرار دیا کہ چونکہ سائل نے خود ہی حلف بر قرآن اٹھانے کی تجویز مسماۃ انعم پرویز کو دی اور اس نے یہ شرط پوری کر دی لہذا یہ ایک عدالتی معاہدہ تصور کیا جاتا ہے اور یوں سائل اپنی تجویز اور مسماۃ انعم پرویز کی طرف سے حلف خصوصی اٹھانے کا پابند ہے لہذا فاضل جج نے قرار دیا کہ مذکورہ حکم میں کوئی قانونی نقص یا بے قاعدگی نہیں پائی جاتی اور یوں نگرانی خارج کر دی جس سے نالاں ہو کر سائل نے عدالت ہذا سے اجازت اپیل کیلئے مذکورہ بالا عرضداشت داخل کی۔

۶۔ ہم نے مفصّل دلائل وکلاء سنے چونکہ سارے تنازعہ کا انحصار منصفِ امن (Ex-Officio Justice of Peace) کے متعین اختیارات کا جائزہ لینے پر منحصر ہے لہذا پہلی فرصت میں ہم دفعہ ۲۲۔الف اور دفعہ ۲۲۔ب کو یہاں پر دہرانا مناسب سمجھتے ہیں۔

دفعہ ۲۲۔الف (جسٹس آف پیس کے اختیارات)

ا۔ کسی مقامی علاقہ کیلئے جسٹس آف پیس کو گرفتاری عمل میں لانے کیلئے اس مقامی علاقہ کے اندر دفعہ ۵۴ محولہ پولیس افسر کے اور دفعہ ۵۵ میں محولہ پولیس اسٹیشن کے افسر انچارج کے جملہ اختیارات حاصل ہوں گے۔

۲۔ جسٹس آف پیس جو ضمنی دفعہ (۱) کے تحت کسی اختیار کو زیرِ کار لا کر گرفتاری عمل میں لائے، تو لازمی طور پر گرفتار کردہ شخص کو قریب ترین پولیس سٹیشن کے افسر انچارج کے پاس لے جائے یا لے جانے کا اہتمام کرے اور ایسے افسر کو گرفتاری کے حالات سے آگاہ کرنے کیلئے رپورٹ دے اور اس پر ایسا افسر اس شخص کو دوبارہ گرفتار کرے گا۔

۳۔ کسی مقامی علاقہ کے جسٹس آف پیس کو ایسے علاقہ کے اندر اختیار ہو گا کہ وہ ڈیوٹی پر مامور پولیس کی جمعیت کے کسی رکن کو اپنی امداد کیلئے طلب کرے:

الف۔ کسی شخص کو پکڑنے یا اس کے فرار کو روکنے کیلئے جو کسی قابل دست اندازی جرم میں شریک ہوا یا ہو جس کے متعلق معقول شکایت کی گئی ہو یا اعتبار شہادت ملی ہو یا معقول شبہ ہو کہ اس نے اس طور پر اس میں حصہ لیا ہے۔

ب۔ جرم کے عمومی سدباب کیلئے اور خاص طور پر نقص امن یا خلل عامہ کو روکنے کیلئے۔

۴۔ جب ڈیوٹی پر مامور پولیس جمعیت کے کسی رکن کو ضمنی دفعہ (۳) کے تحت امداد دینے کیلئے طلب کیا گیا ہو تو ایسی طلبی حاکم مجاز کی طرف سے کی گئی متصور ہو گی۔

۵۔ کسی مقامی علاقہ کیلئے جسٹس آف پیس ان قواعد کے تابع جو صوبائی حکومت وضع کرے مجاز ہو گا کہ:

الف۔ اس علاقہ کے اندر رہنے والے کسی شخص کی شناخت کے متعلق سرٹیفکیٹ جاری کرے، یا

ب۔ کسی دستاویز کی تصدیق کرے جس کی کسی قانون نافذ الوقت کی رو سے یا کسی مجسٹریٹ کیطرف سے تصدیق کرائی جانی ہو اور جب تک اس کے برعکس ثابت نہ ہو جائے ایسا جاری کردہ ہر سرٹیفکیٹ درست سمجھا جائے گا اور کوئی دستاویز جس کی اس طور پر تصدیق کی گئی ہو، جائز طور پر تصدیق شدہ سمجھی جائے گی اور اس طرح تصدیق کردہ کوئی دستاویز کو مکمل تصور کیا جائے گا، گویا کہ وہ کوئی مجسٹریٹ تھا۔

۶۔ اعزازی جسٹس آف پیس (اعزازی عدالت) حسب ذیل شکایت پر پولیس حکام کو مناسب ہدایات جاری کر سکتا ہے:

الف۔ فوجداری کیس کے اندراج نہ ہونے پر۔

ب۔ ایک پولیس آفیسر سے دوسرے پولیس آفیسر کو تفتیش منتقل کرنا۔

ج۔ پولیس حکام کی غفلت شعاری، پولیس کے امور و فرائض کی سرانجام دہی کی سست رفتاری پر

دفعہ ۲۲۔ب (جسٹس آف پیس کے فرائض)

ان قواعد کے تابع جو صوبائی حکومت وضع کرے کسی علاقہ کا ہر جسٹس آفس پیس:

الف۔ ایسے مقامی علاقہ کے اندر کسی واقعہ کے وقوع پذیر ہونے کی اطلاع موصول ہونے پر جس میں نقص امن یا کسی جرم کا سرزد ہونا شامل ہو فوری طور پر ایسے معاملہ میں تحقیقات کرے گا اور اپنی تحقیقات کے نتیجہ کی تحریری رپورٹ نزدیگی مجسٹریٹ اور تھانہ کے انچارج افسر کو دے گا۔

ب۔ اگر ضمن (الف) میں محولہ جرم قابل دست اندازی ہو، جائے وقوعہ جرم سے کسی چیز کو ہٹانے یا کسی طور پر اس میں مداخلت کرنے سے بھی روکے گا۔

۔ ایسی تحقیقات کرنے میں اس پولیس افسر کو تمام امداد دے گا۔

۔ ایسا بیان قلمبند کرنے جو کوئی شخص، جس کی نسبت کسی جرم کا ہونا باور کیا جاتا ہو، متوقع موت کے تحت دے۔

۷۔ مندرجہ بالا دفعات کے الفاظ اتنے واضح اور قابلِ فہم ہیں کہ ان میں کسی ابہام کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ یہاں پر یہ واضح کرنا بھی لازمی ہے کہ منصفِ امن (Ex-Officio Justice of Peace) کو دیئے گئے مذکورہ اختیارات انتظامی نوعیت کے ہیں اور یہ کسی عدالتی نوعیت کے اختیارات تصور نہیں کئے جاسکتے۔ اس ضمن میں عدالت ہذا کا پانچ رکنی عدالتی بینچ پہلے ہی واضح فیصلہ دے چکا ہے جو کہ **پاکستان کے قانونی نظائر کے فیصلہ جات ۲۰۱۶ عدالتِ عظمی صفحہ ۵۸۱** (PLD 2016 SC 581) میں شائع شدہ ہے لہذا اس سلسلے میں مزید بحث و مباحثہ یا طویل تذکرہ کرنے کی گنجائش نہیں رہتی۔ اسی فیصلے کی رو سے از روئے عہدہ و منصب منصفِ امن (Ex-Officio Justice of Peace) کے اختیارات زیرِ دفعہ ۲۲۔ الف اور ۲۲۔ ب ضابطہ فوجداری کے تحت تفویض شدہ کو عمیق نظروں سے جانچ پڑتال کرکے ان کی حدود و قیود کا مکمل تعین کیا گیا ہے۔

۸۔ اگرچہ یہ نظریہ برصغیر میں انگریز کے دورِ حکومت میں متعارف کیا گیا جو کہ انتہائی محدود اختیارات کے ساتھ تھا تاہم معاشرے میں نقائص اور برائی کی جڑ پکڑنے کی وجہ سے محکمہ پولیس بھی قابل دست اندازی جرائم میں رپورٹ درج کرنے سے بسا اوقات پہلو تہی کرتی تھی لہذا ایسے سلوک سے نالاں افراد کی تعداد بڑھتی چلی گئی اور وہ پیچیدہ آئینی راستہ اختیار کرکے عدالتِ عالیہ سے رجوع کرنے لگے لہذا مقننہ نے ان وجوہات کا نوٹس لیتے ہوئے منصفِ امن کو پولیس کی مدد کرنے اور اس کو فرائض کی انجام دہی میں نظم و ضبط اختیار کرنے پر مجبور کرنے اور تفتیش کاروں کی تفتیش کو ایک ضابطہ کار کے اندر رکھنے کے اختیارات دیئے جو کہ مکمل اور قطعی طور پر انتظامی اختیارات کے زمرے میں آتے ہیں۔ اگرچہ یہ اختیارات ضلعی جج اور اضافی ضلعی جج صاحبان کو دیئے گئے لیکن ان کے منصب کو ایک طرف رکھ کے نوعیتِ اختیارات کسی طور پر عدالتی نہیں بلکہ انتظامی ہیں لہذا اس قسم کا کوئی حکم

جاری کرنے کے خلاف عدالتِ عالیہ کے پاس نگرانی کے اختیارات حاصل نہیں ہیں اور اس قانونی نقطہ نظر سے بھی قانون کو خاطر میں لائے بغیر فاضل جج نے زیرِ دفعہ ۴۳۹ ضابطہ فوجداری کے اختیارات استعمال کر کے قانونی غلطی کا ارتکاب کیا ہے لہذا اس وجوہ کی بناء پر بھی فاضل عدالتِ عالیہ کا فیصلہ قانونی سقم سے خالی نہیں ہے۔

۹۔ جیسا کہ اوپر تجویز کیا گیا کہ منصف اور عہدہ منصفِ امن (Ex-Officio Justice of Peace) اور ان کو دیئے گئے اختیارات کلی طور پر بلاشک وشبہ انتظامی نوعیت کے ہیں اور اس کو کسی طور پر یا کسی سطح پر عدالتی امور کا یا فرائض کی انجام دہی کا درجہ نہیں دیا جا سکتا اور یہ کہ یہ اختیارات محدود نوع کے واقعات میں بروئے کار لائے جا سکتے ہیں لہذا فوجداری اور عائلی قوانین کے تحت زیرِ سماعت مقدمات کا فیصلہ کرنے اور اس کا خاتمہ کرنا منصفِ امن (Justice of Peace) کے دائرہ اختیار میں کسی طور پر نہیں آتے لہذا اس نے اپنے اختیارات کا غلط اور غیر قانونی استعمال کر کے اور اس سے بے جا تجاوز کر کے عدالتی اختیارات اور امور کا ناجائز حقِ استرداد ہتھیا کر قانون سے مکمل تجاوز کیا اور اس لحاظ سے اس کا فیصلہ کسی صورت میں کسی بنیاد پر بھی جیسا کہ عدالتِ عالیہ نے قرار دیا قانونی نقطہ نظر سے جائز اور نا قابلِ مواخذہ نہیں سمجھا جا سکتا کیونکہ اس سے نظامِ انصاف کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اور یہ ایک مثال بن کر آئندہ کیلئے بھی اسی قسم کے اختیارات غصب کر کے مقدمات کا فیصلہ کرنے لگیں گے جو کہ نظامِ انصاف میں افراتفری لانے کے باعث بنیں گے لہذا دونوں فیصلہ جات یعنی منصفِ امن (Justice of Peace) اور عدالتِ عالیہ کا فیصلہ کسی بھی قانونی پیمانے پر پورا نہیں اترتے لہذا سائل کی عرضداشت منظور کی جا کر اپیل کا حق دیا جاتا ہے اور اپیل کی منظوری دے کر دونوں فیصلہ جات کو منسوخ اور رد کیا جاتا ہے۔

۱۰ منصفِ امن (Justice of Peace) کو ہدات دی جاتی ہے کہ وہ محدود انتظامی اختیارات کے اندر رہ کر درخواست / عرضداشت دائر کردہ زیر دفعات ۲۲۔ الف اور ۲۲۔ ب ضابطہ

فوجداری کا از سر نو فیصلہ کرے جملہ فوجداری اور عائلی قوانین کے تحت زیرِ تفتیش اور زیرِ سماعت مقدمات کو بحال کیا جاتا ہے۔ تاہم یہ امر قابل توجہ ہے کہ سائل نے پہلے خود تجویز دی، جس پر فریق ثانی نے عمل کیا اور یوں انصاف کے طریقہ کار کارخ ناجائز طریقے سے موڑ کر مقدمہ بازی کو پروان چڑھایا اور یوں فریق ثانی اور عدالتوں کا قیمتی وقت اور وسائل ضائع کئے ہیں لہذا ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اپیل کنندہ کو اس قسم کے کردار ادا کرنے سے مستقبل میں روکنے کیلئے کچھ نہ کچھ سزا تجویز کرنا قرینِ انصاف ہو گا لہذا اپیل کنندہ پر مبلغ بیس ہزار (۲۰،۰۰۰) روپے جرمانہ عائد کیا جاتا ہے جو کہ وہ منصفِ امن (Justice of Peace) کے روبرو فریق ثانی کو ادا کرکے اور پھر منصفِ امن (Justice of Peace) درخواست پر کاروائی کرکے اس کو نمٹا دے۔

فیصلہ عدالت میں پڑھ کر سنایا اور سمجھایا گیا۔

جج

جج

اسلام آباد ۳۰ اکتوبر، ۲۰۱۷ء   (اشاعت کے لئے منظور)

<فہد ارشد>